بسم اللہ الرحمن الرحیم

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ﴿مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ﴾

"جس نے ہمارے دین میں کوئی نیا کام ایجاد کیا جو اس میں نہیں تو وہ مردود ہے۔" (متفق علیہ)

شبِ برأت کی حقیقت

مولانا رفیق طاہر حفظہ اللہ

مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ

اللہ رب العالمین نے تکمیل دین اسلام کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدۃ: ۳)

''آج میں نے تمہارے لئے دین مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا ہے اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا ہے۔''

اور امام الانبیاء جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کو حکم دیا کہ:

[يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۭ وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ...] (المائدة: ٦٧)

''اے رسول ﷺ جو کچھ آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس (سب کچھ) کو پہنچا دیں۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے پیغامات (الٰہیہ) کو نہیں پہنچایا، اللہ آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔''

اور رسول ﷺ نے یقیناً سارے کا سارا دین ہم تک پہنچا دیا ہے اور اس کی گواہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حجۃ الوداع کے موقع پر یوں دی **نعم قد بلغت وأديت ونصحت** (صحيح مسلم كتاب الحج باب حجه النبى ﷺ ح:١٢١٨) ''ہاں آپ نے دین حق پہنچا دیا ہے، امانت ادا کر دی ہے اور نصیحت فرما دی ہے۔''

اور اللہ رب العالمین نے ہمیں صرف اور صرف وحی الٰہی کی اتباع کا حکم دیتے ہوئے غیروں کی پیروی سے منع فرمایا ہے: **اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ** ۞ (الأعراف: ٣) ''جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف وحی کیا گیا اسی کی ہی پیروی کرو اور اس کے علاوہ دیگر اولیاء کی پیروی نہ کرو تم کم ہی نصیحت حاصل کرتے ہو۔''

آپ ﷺ نے جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا، پورے یا پورا امت تک پہنچا دیا۔ اپنی طرف سے کوئی کمی بیشی نہ کی۔ نہ ہی یہ آپ ﷺ کی شان کے لائق تھا۔

قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ [یونس: ۱۵]

''آپ (ﷺ) یوں کہہ دیجئے کہ مجھے یہ حق نہیں کہ میں اپنی طرف سے اس میں ترمیم کروں۔''

غور فرمائیے جب امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کو دین میں کمی بیشی کا اختیار نہیں تو کسی مولوی، امام، پیر، صوفی وغیرہ کو یہ اختیار کیسے مل گیا کہ وہ اپنی مرضی اور پسند سے نئے نئے کام دین میں داخل کرے اور انہیں ''اچھے کام'' اور ''کار ثواب'' قرار دے، کیا یہ توہین رسالت نہیں؟؟؟

وحی الٰہی (جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا) قرآن وسنت میں موجود ہے۔اس کی پیروی کا ہمیں حکم دیا گیاہے۔ارشادنبوی ﷺ ہے:" **ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب الله و سنة رسوله**" [سنن ابی داؤد، کتاب المناسك، باب صفة حجة النبی ﷺ: حدیث نمبر ۱۹۰۵ و موطا امام مالك، حدیث نمبر ۱٦٦۱].. ''میں نے تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑی ہیں،اگر انہیں مضبوطی سے پکڑے رکھوگے تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے۔اللہ کی کتاب اوراس کے رسول (ﷺ) کی سنت''

آپ ﷺ نے دین میں نئی نئی بدعتیں ایجاد کرنے کو ضلالت وگمراہی سے تعبیر کرتے ہوئے فرمایا: **وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ** (سنن أبی داود کتاب السنة باب فی لزوم السنة ح: ٤٦٠٧) ''اورتم دین میں نئے نئے کاموں سے بچو یقیناً ہرنو ایجادشدہ چیز بدعت ہےاور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

اوران کاموں کومردود قرار دیتے ہوئے فرمایا: **مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ** (صحیح مسلم کتاب الأقضیة باب نقص الأمور الباطلة ورد محدثات الأمور ح: ۷۱۱۸) ''جس نے بھی ہمارے اس دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جواس میں سے نہیں ہےتو وہ مردود ہے۔''

مگر صد حیف کہ آج ہمارے اس دور میں بدعات وخرافات کا ایک طوفان امڈا نظر آتا ہے، ہر نیا دن نئے فتنے کوجنم دینے والا اور نیا سال نئی بدعت کوفروغ دینے والا ثابت ہوتا ہے۔امت مسلمہ خرافات وبدعات میں ایسی کھوئی ہے کہ سنت وسیرت کو بھول چکی ہے۔اب بدعت ہی لوگوں کا دین بن چکا ہے،خرافات ان کی عبادات بن گئی ہیں،اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی حکم عدولیاں ان کے لئے طاعات کا درجہ رکھتی ہیں۔اور ستم بالائے ستم کہ یہ سب کچھ فضیلتوں کے لباس میں ملبوس نظر آتا ہے،اوراگر کوئی ناصح اٹھے اوران کی چیرہ دستیوں کی نقاب کشائی کرنا چاہے تو رجعت پسند، بنیاد پرست اور دقیانوس کے القاب سے ملقب ہوجاتا ہے، بقول شاعر۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد　　جو چاہے تیرا حسن کرشمہ ساز کرے

ان بدعات ومحدثات میں سے ایک بدعت شب براءت کے جشن کی بھی ہے،اس میں بھی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانیاں بام عروج کو پہنچتی ہیں،جن کاموں سے شریعت نے منع کیا ہے ان کاموں کا ارتکاب کیا جاتا ہےاورجن کاموں کا حکم دیا ہےان سے اعراض کیا جاتا ہے۔

اس مختصری بحث میں ہم ماہ شعبان کی فضیلتوں اور برکتوں کو بیان کر کے اس ماہ مقدس میں مروجہ

بدعات وخرافات کا رد پیش کریں گے۔ اللہ سے دعاء ہے کہ وہ ہمیں اس کام کی توفیق دے جس پر وہ راضی ہو اور ہمارے اس عمل کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین

ماہ شعبان کی فضیلت

۱۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ يَقُولَ لَا يُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ لَا يَصُومُ فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ اِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهُ أَكْثَرَ صِيَامًا فِي شَعْبَانَ [صحیح بخاری کتاب الصوم باب صوم شعبان(۱۹۶۹)]

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (نفلی) روزے رکھتے چلے جاتے حتی کہ ہم یہ کہنے لگتے کہ آپ روزہ رکھنا نہ چھوڑیں گے۔ اور آپ ﷺ (نفلی) روزہ چھوڑتے چلے جاتے حتی کہ ہم کہتے کہ آپ روزہ نہیں رکھیں گے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ماہ رمضان کے علاوہ اور کسی ماہ کے مکمل روزے رکھتے نہیں دیکھا اور ماہ شعبان کے مقابلہ میں کسی بھی ماہ میں زیادہ (نفلی) روزے رکھتے نہیں دیکھا۔

۲۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ اِلَّا شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ [جامع الترمذی ابواب الصوم باب ماجاء فی وصال شعبان برمضان (۷۳۶)] ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو شعبان اور رمضان کے علاوہ کسی دوسرے دو مہینوں میں مسلسل روزے رکھتے نہیں دیکھا۔

۳۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَمْ أَرَكَ تَصُومُ شَهْرًا مِنَ الشُّهُورِ مَا تَصُومُ مِنْ شَعْبَانَ قَالَ ذٰلِكَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ وَ هُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيْهِ الْأَعْمَالُ اِلٰى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فَاُحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِيْ وَأَنَا صَائِمٌ [سنن نسائی کتاب الصیام باب صوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۲۳۲۷)]

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ شعبان میں جتنے روزے رکھتے ہیں، آپ کو شعبان کے علاوہ کسی اور مہینے میں اتنے روزے رکھتے نہیں دیکھا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ رجب و رمضان کے مابین وہ مہینہ ہے کہ جس سے لوگ غافل ہیں۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں اعمال رب العالمین کے حضور پیش ہوتے ہیں تو میں پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال اس حال میں اللہ کے حضور پیش ہوں کہ میں روزے سے ہوں۔

نصف شعبان کے بعد روزہ سے ممانعت

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِذَا انْتَصَفَ شَعْبَانُ فَلَا

تَصُومُوا [سنن ابی داود کتاب الصوم باب فی کراهیة ذلک (۲۳۳۷)] جب شعبان نصف ہو جائے تو روزہ نہ رکھو۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمَهُ فَلْيَصُمْ ذَلِكَ الْيَوْمَ [صحیح بخاری کتاب الصوم باب لایتقدم رمضان بصوم یوم ولا یومین (۱۹۱۴)]

تم میں سے کوئی شخص سوموار اور جمعرات کا روزہ باقاعدگی سے رکھتا ہے اور سوموار یا جمعرات کا دن رمضان سے متصل ایک دن قبل آجائے تو ایسے شخص کے لئے یہ روزہ رکھنا جائز ہے۔ لیکن رمضان کے استقبال کی غرض سے شعبان کے آخری ایک یا دو دن کا روزہ رکھتا ہو تو وہ اس دن کا روزہ نہ رکھے۔

یعنی مثلاً اگر کوئی شخص سوموار اور جمعرات کا روزہ باقاعدگی سے رکھتا ہے اور سوموار یا جمعرات کا دن رمضان سے متصل ایک دن قبل آجائے تو ایسے شخص کے لئے یہ روزہ رکھنا جائز ہے۔ لیکن رمضان کے استقبال کی غرض سے شعبان کے آخری ایک یا دو دن کا روزہ رکھنا ممنوع ہے۔

ہاں البتہ جو شخص ہر ماہ ایام بیض (۱۵،۱۴،۱۳ تاریخ) کے روزے رکھتا ہو تو اس کے لئے رخصت ہے کہ وہ پندرہ شعبان کا روزہ بھی رکھ لے۔

www.RAFEEQTAHIR.com RAFIQTAHIR.com

شعبان سے متعلقہ ضعیف روایات

(افضل ترین روزہ) ا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا روزہ افضل ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: شعبان لتعظيم رمضان. ماہ رمضان کی تعظیم میں شعبان کا روزہ رکھنا۔

یہ روایت صدقہ بن موسیٰ کے ضعیف ہونے کی بناء پر ضعیف ہے نیز اس صحیح حدیث کے خلاف بھی ہے جس میں استقبال رمضان کے روزہ سے منع فرمایا گیا ہے (دیکھئے صفحہ ۴)۔

نصف شعبان کا روزہ

اسی طرح کی ایک اور روایت سنن ابن ماجہ میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " اذا كانت ليلة النصف من شعبان ، فقوموا ليلها وصوموا نهارها ، فان الله ينزل فيها لغروب الشمس الى سماء الدنيا ، فيقول : ألا من مستغفر لي فأغفر له ألا مسترزق فأرزقه ألا مبتلى فأعافيه ألا كذا ألا كذا ، حتى يطلع الفجر " [سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها ، باب ماجاء في ليلة النصف من شعبان (۱۳۸۸)]

''جب نصف شعبان کی رات آئے تو اس میں قیام کرو اور دن کا روزہ رکھو، بے شک اللہ تعالیٰ غروب شمس کے بعد آسمان دنیا پر آجاتے ہیں اور اعلان فرماتے ہیں کہ کیا کوئی مجھ سے معافی مانگنے والا نہیں کہ میں اس کو معاف کر دوں؟ کیا کوئی رزق مانگنے والا نہیں کہ میں اس کو رزق دوں؟ کیا کوئی پریشانی میں مبتلا نہیں ہے کہ میں اس عافیت دوں؟ کیا کوئی ایسا نہیں ہے؟؟ کیا کوئی ایسا نہیں ہے؟؟ حتیٰ کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔'' اس روایت کی سند میں ابوبکر بن محمد بن ابی سبرۃ السبری المدنی ہے، جو کہ ضعیف ہے بلکہ امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ یہ روایتیں گھڑتا ہے۔ لہٰذا یہ روایت موضوع ہے اور من گھڑت روایات ضعیف کی بدترین قسم ہے۔

مشرک یا کینہ پرور کے سوا عام معافی؟

ایک روایت یہ بھی پیش کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو مشرک اور بغض و کینہ رکھنے والے کے سوا اپنی ساری مخلوق کو معاف فرمادیتے ہیں: [سنن ابن ماجه ۔ كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها ، باب ماجاء في ليلة النصف من شعبان ۔ حديث: ۱۳۹۰]

لیکن اس کی سند میں بھی کئی علتیں ہیں جن میں سے عبداللہ بن لھیعہ کا مختلط ہونا اور ضحاک بن ایمن کا مجہول ہونا بالخصوص قابل ذکر ہیں۔ لہٰذا ان دو بڑی وجوہات کی بنا پر یہ روایت بھی ساقط الاعتبار ٹھہری۔

میرا مہینہ

ایک روایت یہ بھی بیان کی جاتی ہے: **رجب شهر الله و شعبان شهری و رمضان شهر امتی** رجب اللہ کا مہینہ ہے شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔ اس روایت میں ابوبکر نقاش روای کذاب (جھوٹا) ہے وہ حدیثیں گھڑا کرتا تھا لہٰذا یہ روایت بھی ساقط الاعتبار ہے۔

صلاة الفية

ایک روایت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **يا على من صلى مائة ركعة فى ليلة النصف من شعبان يقرأ فى كل ركعة بفاتحة الكتاب وقل هو الله احد عشر مرات ، يا على ما من عبد يصلى هذه الصلوات الا قضى الله عزو جل له كل حاجة طلبها تلك الليلة** (اللآلى المصنوعة الا حاديث الموضوعة للسيوطى جلد ۲ صفحه ٤٩)

اے علی (رضی اللہ عنہ) جس نے نصف شعبان کی رات کو سو (۱۰۰) رکعت نماز اس طرح پڑھی کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور اس کے بعد دس دس مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھی، اے علی جو بندہ بھی یہ نماز پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر وہ حاجت پوری کرے گا جو وہ اللہ سے مانگے۔

اس نماز کو لوگ صلاۃ البراۃ یا صلاۃ الالفیۃ کہتے ہیں۔ اس کا ثبوت کسی صحیح حدیث میں موجود نہیں ہے۔ اس کی تین سندیں ہیں اور ہر سند مجہول راویوں کے ساتھ بھری ہوئی ہے۔ اس طرح ایک روایت یہ بھی بیان کی جاتی ہے: **من صلی لیلة النصف من شعبان ثنتي عشره رکعة یقرأ في کل رکعة قل هو الله أحد ثلاثين مرة، لم یخرج حتی یری مقعده من الجنة ویشفع في عشرة من أهل بیته کلهم وجبت له النار.**" (اللآلی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۴۹، الموضوعات لابن جوزی جلد ۲ صفحہ ۱۲۹).. جو شخص نصف شعبان کی رات بارہ رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ الاخلاص تیس مرتبہ پڑھے تو وہ نماز سے فارغ ہونے سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لے گا۔ یہ روایت بھی مجاہیل کی ایک بہت بڑی جماعت نے بیان کی ہے۔

بے حساب مغفرت

ایک روایت جامع ترمذی کے حوالے سے پیش کی جاتی ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: "**فقدت رسول الله علیه وسلم لیلة فخرجت هو بالبقیع فقال: "أکنت تخافین أن یحیف الله ورسوله"، قلت: یا رسول الله، اني ظننت أنک أتیت بعض نسائک، فقال: ان الله عزو وجل ینزل لیلة النصف من شعبان الی السماء الدنیا، فیغفر لأکثر من عدد شعر غنم کلب**" [جامع الترمذي، أبواب الصوم عن رسول الله صلی الله علیه وسلم، باب ماجاء في لیلة النصف من شعبان(۷۳۹)]

میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کو گم پایا تو آپ کی تلاش میں نکلی۔ آپ ﷺ بقیع میں تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تجھے خوف تھا کہ اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) تجھ پر ظلم کریں گے؟" میں نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول ﷺ! میں سمجھی شاید آپ ﷺ اپنی بیویوں میں سے کسی کے پاس گئے ہوں گے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نصف شعبان (پندرھویں) کی رات کو آسمان دنیا پر اترتے ہیں اور کلب قبیلہ کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ لوگوں کو معاف فرماتے ہیں۔"

اس روایت کی سند میں کئی نقص ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد خود ہی لکھا ہے۔ "**حدیث عائشه لا نعرفه الا من هذا الوجه من حدیث الحجاج**"، **وسمت محمدا یضعف هذا الحدیث، وقال: یحیی بن أبي کثیر لم یسمع من عروة، والحجاج بن أرطاة لم یسمع من یحیی بن أبي کثیر**"

''عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث صرف اس سند سے مروی ہے اور میں نے امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ الباری کو سنا کہ وہ اس حدیث کوضعیف قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یحییٰ بن ابی کثیر نے عروہ سے نہیں سنا اور حجاج بن ارطات نے یحییٰ بن ابی کثیر سے نہیں سنا۔''

تو گویا امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کوضعیف قرار دیا ہے اور سبب ضعف بیان کرتے ہوئے سند کا دوجگہ پر انقطاع ذکر فرمایا ہے، اور اسی طرح ''حجاج بن ارطات'' صدوق ہے لیکن کثیر الخطاء والتدلیس ہے، اور یحییٰ بن کثیر بھی مدلس راوی ہے، اور یہ دونوں لفظ ''عن'' سے روایت کر رہے ہیں اور عالم اصول میں یہ بات مسلمہ ہے کہ مدلس راوی کا عنعنہ نا قابل قبول ہے۔ لہٰذا ان چار نقائص کی بناء پر یہ روایت مردود و نا قابل اعتبار ہے۔

ایک مغالطہ کا ازالہ

محدث العصر علامہ ناصر البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو السلسة الصحيحة ۳/ ۱۳۵ (۱۱۴۴) میں نقل فرمایا ہے۔ اور اس کے بعد رقمطراز ہیں: حديث صحيح، روي عن جماعة من الصحابة من طرق مختلفة يشرد بعضها بعضا.

''یہ حدیث صحیح ہے، اسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت نے مختلف سندوں سے روایت کیا ہے جو کہ ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں۔'' پھر اس کے بعد شیخ صاحب نے وہ اسانید بیان کی ہیں اور ان کی تخریج و تحقیق پیش فرمائی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ روایت ان تمام تر اسانید کی بناء پر حسن لغیرہ کے رتبہ تک بھی نہیں پہنچتی چہ جائکہ اسے صحیح قرار دیا جائے۔ بلکہ امر واقع یہ ہے کہ اس تعدد طرق کی بناء پر اس روایت کے سقم میں اور زیادہ اضافہ ہوا ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ کا کلام اور اس پر مختصر سا تبصرہ ہم ذیل میں ذکر کئے دیتے ہیں: ا۔ حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ: یہ روایت بسند مکحول از مالک بن یخامر از معاذ بن جبل درج ذیل کتب میں موجود ہے: كتاب السنة لابن ابى عاصم (۵۱۲) ابن حبان (۱۹۸۰)، أمالي قزويني ۲/۴، المجلس السابع از ابو محمد الجوهرى ۳/۲، أماللى لابى القاسم الحسينى ق ۱۲/ ۱، شب الايمان للبيهقى ۳/ ۳۸۲، تاريخ دمشق لا بن عساكر ۴۰/ ۲/ ۱۴۲ وغيره.

اس روایت کی مکمل تخریج کے بعد شیخ البانی رحمہ اللہ خود لکھتے ہیں: قال الذهبي: مكحول لم يلق مالك بن يخامر '' یعنی مکحول کی ملاقات مالک بن یخامر سے ثابت نہیں ہے۔

مزید فرماتے ہیں: قلت: ولو لا ذلك لكان الاسناد حسنا، فان رجاله موقون، وقال الهيثمي

في " مجمع الزوائد " (۸ / ۶۵) : " رواه الطبراني في " الكبيت " و " الأوسط " ورجالهما ثقات ". میں (البانی) کہتا ہوں کہ اگر یہ (انقطاع) نہ ہوتا تو اس کی سند حسن ہوتی کیونکہ اس کے تمام تر رجال ثقہ ہیں اور ہیثمی نے مجمع الزوائد میں کہا ہے کہ اسے طبرانی نے المعجم الکبیر اور المعجم الأوسط میں نقل کیا ہے اور ان دونوں کے رجال ثقہ ہیں۔

یعنی شیخ البانی رحمہ اللہ اس سند کو سبب انقطاع ضعیف مان رہے ہیں: ۲۔ حدیث أبی ثعلبہ رضی اللہ عنہ: اسے احوص بن حکیم نے بطریق مہاصر بن حبیب از ابی ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے اور یہ روایت درج ذیل کتب میں اسی سند کے ساتھ موجود ہے۔

کتاب السنۃ لابن عاصم (۵۱۱) کتاب العرش لمحمد بن عثمان بن أبی شیبۃ (۸۷)، اس روایت کی سند میں الاحوص بن حکیم ضعیف ہے جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی ذکر فرمایا ہے، نیز مہاصر بن حبیب کی ابو ثعلبہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔

۳۔ حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ: اسے عبداللہ بن لہیعہ نے بطریق حیی بن عبداللہ از ابی الرحمٰن الحبلی از عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے، یہ روایت مسند احمد (۶۶۴۲) میں موجود ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ اس کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''لیکن عرض یہ ہے کہ اس کی سند میں عبداللہ لہیعہ مختلط راوی ہے اور اس روایت کو ابن لہیعہ سے نقل کرنے والے حسن بن موسیٰ کا ابن لہیعہ سے سماع قبل از اختلاط ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ اس سند کو نقل کرنے بعد فرماتے ہیں: **لكن تابعه رشدين بن سعد بن حيي به. أخرجه حيويه في "حديثه" (۳/۱۰/۱)** فالحدیث حسن۔ یعنی اس (ابن لہیعہ) کی متابعت رشدین بن سعد نے کر رکھی ہے جسے کہ ابن حیویہ نے اپنی حدیث میں نقل کیا ہے لہٰذا یہ حدیث حسن ہے۔

لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ رشدین بن سعد خود ضعیف ہے۔ تو ایک ضعیف کی متابعت کرنے سے ایک ایک مختلط کی روایت حسن کیسے ہو جائے گی؟؟ الغرض یہ روایت اس متابعت کے باوجود ضعیف ہی ہے۔

۴۔ حدیث ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ: اسے بھی لہیعہ نے بطریق زبیر بن سلیم از ضحاک بن عبدالرحمٰن عن ابیہ از ابو موسیٰ روایت کیا ہے۔ اسے ابن ماجہ نے اپنی سنن (۱۳۹۰) میں اور ابن ابی عاصم اللالکائی (۵۱۰) نے نقل کیا ہے۔

اس کی تخریج کے بعد شیخ البانی رحمہ اللہ خود لکھتے ہیں: **وهذا اسناد ضعيف من أجل ابن لهيعة. وعبد الرحمن وهو ابن والد عزرب والد الضحال مجهول.** یعنی یہ سند ابن لہیعہ کی وجہ سے ضعیف ہے اور عبدالرحمٰن بن عرزب جو کہ ضحاک کے والد ہیں وہ بھی مجہول ہیں۔ اسی طرح ابن ماجہ نے اسی روایت کو

ایک دوسری سند کے بیان کیا ہے جس میں ولید بن مسلم مدلس ہیں اور ضحاک بن ایمن مجہول ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ سند منقطع بھی ہے جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ یعنی یہ روایت بھی سخت ضعیف ہے۔

۵۔حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: اسے ہشام بن عبدالرحمٰن نے بطریق اعمش از ابی صالح از ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے اور یہ روایت بزاز نے اپنی مسند (۲۰۴۶) میں نقل کیا ہے۔ اس کے بارہ میں شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ ہیثمی نے کہا ہے: وهشام بن عبد الرحمن لم أعرفه، وبقية رجاله ثقات ۔ ہشام بن عبدالرحمٰن کو میں نہیں جانتا (یعنی میرے نزدیک وہ مجہول ہے) اور اس کے باقی رجال ثقہ ہیں۔ یعنی یہ روایت بھی سخت ضعیف ہے۔

۶۔حدیث ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ: اسے عبدالملک بن عبد نے بطریق مصعب بن ابی ذنب از قاسم بن محمد عن أبيه أو عن از ابی بکر رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے، اور یہ روایت ہزار (۲۰۴۵)، اخبار اصبهان لأبي نعيم ۲/۲، اور شعب الا یمان للبیهقی (۳۸۲۷) میں موجود ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت پر کلام کرتے ہوئے اور امام بخاری رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے: وعبد الملك هذا قال البخاري" یعنی اس عبدالملک کے بارہ میں امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث میں ''نظر ہے'' (امام بخاری کا فیہ حدیث نظر کہنے کا معنی ہوتا ہے کہ یہ راوی متروک ہے)۔ امام بخاری کے علاوہ دیگر جمہور محدثین نے اس پر جرح فرمائی ہے۔ الغرض یہ روایت بھی پایہ ثبوت کو نہیں پہنچی۔

۷۔حدیث عوف بن مالک رضی اللہ عنہ: اسے ابن لہیعہ نے از عبدالرحمٰن بن انعم از عبادت بن نسی از کثیر بن مرة کی سند سے بیان کیا ہے اور اس روایت کو بزاز نے اپنی مسند (۲۰۴۸) میں اور ابو محمد الجوہری نے مجلس السابع میں نقل کیا ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: وعلته عبد الرحمن هذا وبه أعله الهيثمي فقال: " وثقة أحمد بن صالح وضعفه جمهور الأئمة، وابن لهيعة لين وبقية رجاله ثقات " یعنی اس کی روایت کے ضعیف ہونے کی وجہ عبدالرحمٰن ہے اور اسی بناء پر اسے ہیثمی نے معلول قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اسے احمد بن صالح نے ثقہ کہا ہے جب کہ جمہور ائمہ حدیث نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور ابن لہیعہ لین الحدیث ہے اور اس کے باقی رجال ثقہ ہیں۔ الغرض یہ روایت بھی ان دو علتوں کی بنا پر ساقط الاعتبار اور ضعیف ہے۔

۸۔حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: یہ روایت حجاج بن ارطات نے یحییٰ بن ابی کثیر از عروۃ کی سند سے بیان کی ہے۔

اس روایت پر کلام ہم اس بحث سے قبل کر چکے ہیں اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے ضعیف ہی قرار دیا ہے۔

اس تمام تر بحث کے بعد موصوف لکھتے ہیں: وجملة القول أن الحديث بمجموع هذه

الطرق صحيح بلا ريب والصحة تثبت باقل منها عددا مادامت سالمة من الضعف الشديد كما هو الشان في هذا الحديث. یعنی خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ حدیث ان اسانید کے مجموعہ کی بناء پر بلا شک وشبہ صحیح ہے اور صحت تو اس سے بھی کم تعداد کے ساتھ ثابت ہو جاتی ہے جب وہ تعداد ضعف شدید سے خالی ہو جیسا کہ اس روایت میں ہے۔

لیکن قارئین کرام! حقیقت حال آپ پر واضح ہے کہ اس کی تمام تر اسانید ضعف شدید کے ساتھ بھری ہوئی ہیں کیونکہ ہر سند میں یا تو کوئی راوی مجہول ہے یا ساقط ہے اور ساقط راوی بھی مجہول ہی ہوتا ہے۔ ہاں البتہ صرف اور صرف ایک سند ایسی ہے کہ جس میں ضعف قدرے خفیف ہے اور وہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ والی روایت ہے کہ جس میں ابن لہیعہ کا اختلاط وجہ ضعف ہے۔ اور تعدد طرق کی بنا پر حدیث حسن لغیرہ اس وقت بنتی ہے جب اس کی سندوں میں ضعف شدید نہ ہو یعنی رواۃ کا ضعف ان کے حافظہ کی بنا پر ہو اور وہ بھی تغیر، وہم یا اختلاط کی قبیل سے ہو۔ وگرنہ تعدد طرق بھی روایت کو قبولیت کے درجہ پر لے جانے کا سبب نہیں بنتا ہے۔ لہٰذا اس بحث کا خلاصہ یہ نکلا کہ اس روایت کو صحیح کہنا محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کا سہو ہے اور حقیقتاً یہ روایت ضعیف اور نا قابل اعتبار ہے۔

كلمة حق أريد بها الباطل

بعض لوگ سورۃ دخان کی ابتدائی آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ اس میں جو لیلہ مبارکہ کا تذکرہ ہوا ہے وہ نصف شعبان کی رات ہے۔ مگر یہ قیاس آرائی محض باطل پر مبنی ہے۔ کیونکہ اللہ رب العالمین نے سورۃ دخان میں فرمایا ہے: اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ ۝ فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ ۝ (الدخان: ٣،٤) ''یقیناً ہم نے اس (قرآن) کو بابرکت رات میں نازل کیا ہے کیونکہ ہم ڈرانے والے ہیں۔ (یہ وہ رات ہے) جس میں ہر معاملہ کا حکیمانہ فیصلہ کیا جاتا ہے۔''

اس جگہ لیلہ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہی ہے کیونکہ قرآن مجید لیلۃ القدر میں نازل کیا گیا ہے۔ ارشاد باری ہے:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ (القدر: ١) ''ہم نے اس کو قدر والی رات میں نازل کیا ہے۔''

اور یہ معلوم ہے کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں ہے۔ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرة: ١٨٥) ''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔''

ان تینوں آیات کو جمع کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ لیلہ مبارکہ لیلہ قدر ہے اور وہ رمضان میں ہے کیونکہ قرآن مجید کا نزول رمضان کے مہینے میں لیلہ مبارکہ یعنی لیلۃ القدر کو ہوا اور اسی رات ہر معاملہ کا حکیمانہ فیصلہ کیا جاتا ہے، نہ کہ شعبان کی پندرھویں رات کو۔

حاصل البحث:

اس مذکورہ بالا توضیح سے یہ نتیجہ نکلا کہ نصف شعبان کے بارہ میں جو بھی مرویات ہیں وہ تمام تر موضوع یا ضعیف ہیں۔یہی بات امام عقیلی نے الضعفاء ۳/ ۲۹ میں اور حافظ ابوالخطاب ابن دحیہ نے الباعث علی انکار البدع و الحودث ص ۲۵ میں کہی ہے۔ان ضعیف اور موضوع روایات کے علاوہ بہت سی سنی سنائی بے سرو پا خرافات 'سینہ بہ سینہ' عوام میں چلی آرہی ہیں جن پر وہ بڑی پابندی سے عمل کرتے ہیں۔مثلاً

۱۔شب برأت کو روحوں کا آنا: لہٰذا نئے کورے مٹکوں میں پانی بھر کر رکھنا، طرح طرح کے مرغن اور میٹھے کھانے پکانا، ان کھانوں پر خود ساختہ ختم دلوانا، پھر انہیں خود کھانا اور تقسیم کرنا۔

۲۔عیدین کی مانند غسل کرنا، نئے نئے کپڑے پہننا، بن سنور کر پھرنا، منگیتروں کے گھر کھانے بھجوانا۔

۳۔ چراغاں کرنا، آتشبازی کرنا، رات بھر جاگنے کو لازم سمجھنا، لہٰذا رات بھر باہر گھومنا پھرنا۔

۴۔مساجد میں چراغاں کرنا اور رات بھر خلاف سنت من گھڑت عبادتیں کرنا، اگلے دن روزہ رکھنا۔

۵۔ یہ اور ایسے کئی من گھڑت کام جو ہر شہر اور علاقہ کے لوگ اپنی مرضی سے کرتے ہیں، اس لئے کہ انہوں نے اپنے باپ دادا کو کرتے دیکھا اور بڑوں سے سنا، اس کے علاوہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے سنی سنائی باتوں کو بیان کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے: **کفیٰ بالمر کذبا ان یحدث بکل ما سمع** [صحیح مسلم، باب النھی عن الحدیث بکل ما سمع حدیث نمبر ٥] ''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات آگے بیان کردے۔'' اسی طرح آپ ﷺ نے ان لوگوں کے لئے سخت وعید بیان فرمائی جو اپنی طرف سے جھوٹی باتیں بنا کر آپ ﷺ کی طرف منسوب کردیتے ہیں۔لہٰذا سنی سنائی باتوں، جھوٹے قصوں اور مروجہ خرافات پر عمل کر کے اپنی آخرت خراب کرنے کے بجائے قرآن وسنت پر عمل کر کے اپنی آخرت سنوار لیں۔سوچئے! جو کچھ لوگ شب برأت کے موقع پر کرتے ہیں کیا یہ ہمارے پیارے رسول علیہ السلام نے کیا؟؟؟ اگر نہیں تو اسلام کا تقاضا ہے کہ ہم بھی نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ سمجھ کی توفیق عطا فرمائے اور اس دین پر چلائے جس پر چل کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جنتی بنے۔آمین

مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ

پوسٹ بکس نمبر 172، سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی۔ پاکستان 0092-51-4410589

www.ahlulhadeeth.net, www.ircpk.com

مئی ۲۰۱۱ء بمطابق جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ